آٹھواں باب

ایمان بالرسل

معنی ومفہوم:

عقیدہ توحید کے بعد ایمان کا دوسرا بنیادی رکن عقیدہ رسالت ہے یعنی تمام انبیاء کی نبوت کا اقرار اور محمدؐ کو اللہ تعالیٰ کا سچا نبی ورسول تسلیم کرنا نبی کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے مستند، معصوم اور محفوظ پیغامبر اور نمائندے کی ہونی چاہیے انبیاء کی یہی حیثیت ان کو خالق ومخلوق کے درمیان مستند واسطہ بناتی ہے تمام انبیاء ورسول اللہ کے بندے اور انسان تھے۔ قرآن وحدیث نے واضح طور پر یہود ونصاریٰ کے عزیر اور عیسیٰ کو خدا کا بیٹا قرار دینے کی نفی کی۔

عَن عبادة ابن الصامت قال قال رسول اللهؐ من قال اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له وان محمد عبده ورسوله ان عيسى عبدالله وابن امه وكلمة القاها الى مريم وروح منه وان الجنة حق وان النار حق ادخله الله من اى ابواب الجنة الثمانية شاء. (مسلم کتاب الایمان)

ترجمہ: عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ''جس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کی باندی کے بیٹے ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جس کو اس نے مریمؑ کی طرف القاء کیا نیز اس امر کی گواہی دی کہ جنت اور دوزخ حق ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت

کے آٹھوں دروازوں میں سے جس میں سے چاہے گا جنت میں داخل کرے گا۔

نبوت ورسالت سے سرفراز ہونا ایک بہت بڑا شرف ہے۔انبیاء کا چناؤ خالص اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے وہ جسے چاہتا ہے یہ منصب عطا فرماتا ہے۔

الله اعلم حيث يجعل رسالتهٗ (الانعام:124)

اللہ جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کسے عطا کرتا ہے۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ انسان تک اپنا کلام پہنچانے کے لئے وہ انسانوں کے اندر ہی سے ان کا انتخاب کرتا ہے۔کسی غیر مخلوق کو اس نے کبھی بھی رسول بنا کر انسانوں کی طرف نہیں بھیجا۔

رسول اور نبی میں فرق:

رسول بمعنی مرسل ہے یعنی بھیجا ہوا۔لفظ نبی فعیل کے وزن پر ہے جس کا مطلب ہے خبر دینے والا۔رسول اور نبی میں فرق یہ ہے کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔یعنی رسول صاحب شریعت ہوتا ہے اور نبی اپنے سے پہلے رسول کی شریعت کا متبع ہوتا ہے۔

رسول کی ذمہ داریاں:

رسول اکرم ﷺ سمیت تمام رسولوں کی ذمہ داریوں کے بارے میں قرآن مجید ہمیں آگاہ کرتا ہے۔

1۔تبلیغ دین 2۔کتب وصحائف کے الفاظ ومعانی کی عملی اور قولی اعتبار سے وضاحت 3۔لوگوں کی دینی تربیت 4۔شاھد امت کہ اللہ کا پیغام ان تک پہنچ گیا یا نہیں۔

معجزات:

معجزات سے مراد وہ خلاف عادات امور ہیں جو اللہ تعالیٰ انبیاء کی صداقت کے لئے ان کے ہاتھوں ظاہر کرتا ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیاء کے معجزات برحق تھے۔ ان معجزات کو صحیح اور درست تسلیم کرنے کے لئے عقل کی نہیں بلکہ نقل (کتاب وسنت کے دلائل) کی ضرورت ہے۔ معجزات کا واقع ہونا اس لئے حیران کن نہیں ہونا چاہئے کہ تمام کائنات کا انتظام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ کو اختیار حاصل ہے کہ اشیاء کی شکلوں اور واقعات کی عادی رفتار میں جزئی طور پر یا کلی طور پر جیسی چاہے تبدیلی کر دے۔ مثال کے طور پر:

اگر عقیدہ یہ ہو کہ اژدھے جس طرح پیدا ہوا کرتے ہیں اسی طرح پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس کے سوا کسی دوسرے ڈھنگ پر کوئی اژدھا پیدا کرنا اللہ کی قدرت سے باہر ہے تو یقیناً ایسے شخص کے بیان کو جھٹلایا جائے گا جو کہے کہ ایک لاٹھی اژدھے میں تبدیل ہوئی اور پھر اژدھے سے لاٹھی بن گئی۔ اس کے برعکس اگر یہ عقیدہ ہو کہ بے جان مادے میں اللہ کے حکم سے زندگی پیدا ہوتی ہے اور اللہ جس مادے کو جیسی چاہے زندگی عطا کر سکتا ہے تو اس کے حکم سے لاٹھی کا اژدھا بننا اتنا ہی غیر عجیب واقعہ ہے جتنا اسی اللہ کے حکم سے انڈے کے اندر بھرے ہوئے چند بے جان مادوں سے اژدھا بن جانا غیر عجیب ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایک واقعہ ہمیشہ پیش آتا ہے اور دوسرا صرف چند مرتبہ۔

ان معجزات سے یہ سبق ملتا ہے کہ جس "عادت جاریہ" کو لوگ قانون

فطرت سمجھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اس قانون کے خلاف دنیا میں کچھ نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ درحقیقت اس کا پابند نہیں ہے وہ جب اور جہاں چاہے اس عادت کو بدل کر جو غیر معمولی کام بھی کرنا چاہے کرسکتا ہے۔اس کے لئے کوئی مشکل نہیں کہ کسی کو دو سو برس سلا کر اسے اس طرح اٹھا بٹھائے جیسے وہ چند گھنٹے سویا ہے۔

معجزات صحیح دلائل ہیں۔ان کے بارے میں یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ یہ لوگوں کو راہ حق کی طرف لانے کے لئے دلیل فراہم کرتے ہیں نہ کہ سحر یا جادو ہیں جیسا کہ فرعون نے موسیٰؑ کا معجزہ دیکھ کر جادو قرار دیا اور اسی طرح جناب رسالتمابؐ کو بھی ساحر یا جادوگر قرار دیا گیا۔

جناب رسالتماب کو دیگر انبیاء کی نسبت مختلف معجزہ دیا گیا۔آپؐ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے:

وقالو لو لا یأتینا بایة من ربه ... (طه:۱۳۳)

ترجمہ:(مشرکین) کہتے ہیں کیوں نہیں وہ اپنے رب کی طرف سے کوئی نشانی لاتا؟

جواب میں فرمایا:

أولم یکفھم أنآ أنزلنا علیک الکتب یتلی علیھم ... (العنکبوت:۵۱)

ترجمہ: کیا انہیں (معجزے کے لئے) یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپؐ پر ایک کتاب اتاری ہے جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔

معجزات کے حوالے سے یہ بات قابل غور ہے کہ کسی نبی کے اپنے اختیار میں یہ بات نہیں کہ وہ معجزہ دکھائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''(اے نبیؐ) ان لوگوں کی بے رخی تم سے

برداشت نہیں ہوتی تو تم میں کچھ زور ہے تو زمین میں کوئی سرنگ ڈھونڈو یا آسمان میں سیڑھی لگاؤ اوران کے پاس کوئی نشانی لانے کی کوشش کرو۔" (الانعام:۳۵)

معجزہ کا ظہور پذیر ہونا اللہ کے حکم سے ہوتا ہے جیسا کہ عیسیٰؑ کو جب بنی اسرائیل کے پاس معجزات دے کر بھیجا تو انہوں نے کہا:

.....أني أخلق لكم من الطين كهيئة الطير فأنفخ فيه فيكون طيرا بإذن الله... (آل عمران:٤٩)

ترجمہ: میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی شکل کی مانند کچھ بناؤں گا پھر اس میں پھونکوں گا تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جائے گا۔

معجزہ، کرامت اور استدراج:۔

قرآن میں "محالات فی العادۃ" (ایسی چیز جس کا عادتاً وقوع محال ہو) کے وقوع پذیر ہونے کے جو واقعات بیان کئے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔

پہلی قسم: وہ واقعات جو کسی نبی کے ہاتھوں اس کی قوم کے چیلنج کا جواب بنے، جو نبی کی رسالت اور صداقت ثابت کرنے کے لئے بطور سند و وقوع میں آئے ان کو معجزہ کہا جاتا ہے۔

مثلاً ابراہیمؑ کا آگ میں ڈالا جانا اور اللہ تعالیٰ کا آگ کی فطرت کو بدل کر ٹھنڈا اور باعث سلامتی بنانا۔ یا موسیٰؑ کے عصا کا سانپ بن جانا یا پتھر پر عصا مارنے سے پتھر میں سے پانی کے چشمے جاری ہو جانا۔ اسی طرح عیسیٰؑ کا اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرنا۔

دوسری قسم: وہ غیر معمولی واقعات جو اللہ کے کسی نیک ولی کے ہاتھوں

ظہور پذیر ہوئے۔

مثلاً واقعہ سلیمانؑ میں اس شخص کا ذکر جس کے پاس "کتاب کا علم" تھا اور جس نے ملکہ سبا کا تخت پلک جھپکنے سے بھی پہلے ملک یمن سے فلسطین پہنچا دیا تھا۔ ایسے واقعات کو کرامت کہا جاتا ہے۔

تیسری قسم: ان واقعات کی ہے جو کسی کافر کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوں۔ جیسے سامری نے زیورات پگھلا کر ان سے بنی اسرائیل کے لئے ایک ایسا بچھڑا بنا دیا تھا جو بیل کی آواز نکالتا تھا۔ ایسے واقعات استدراج کہلاتے ہیں۔

ان تینوں اقسام پر اس لحاظ سے تو ایمان لانا ضروری ہے کہ ایسے واقعات وقوع پذیر ہو سکتے ہیں کیونکہ قرآن نے ان کا ذکر کیا ہے۔ دوسرے ان تفصیلات پر بھی ایمان لانا ضروری ہے جو ان واقعات کے سلسلے میں پیش آتی ہیں۔

اس کے علاوہ وہ کرامتیں جنہیں اولیاء اللہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ صرف خبر کی حیثیت رکھتی ہیں، جو سچی بھی ہو سکتی ہیں اور جھوٹی بھی۔ چنانچہ اگر کوئی واقعہ کسی مومن اور متقی ولی کی طرف سے ظہور پذیر ہو اور اس میں خلاف شریعت بات نہ ہو تو اس کا اگر یقین کر لیا جائے تو کوئی گناہ لازم نہیں آتا اور اس کی صحت مشکوک ہو جس کی وجہ سے یقین نہ کیا جائے تب بھی گناہ نہ ہوگا۔ باقی رہ گیا ایسا مظاہرہ جس کے کرامت ہونے کا صرف فرضی دعویٰ کیا جائے اور اس میں خلاف شرع بات ہو یا کسی غیر مومن یا فاسق و فاجر کی طرف سے دکھایا گیا ہو اسے کرامت نہیں کہا جائے گا بلکہ اسے شعبدہ بازی یا کچھ اور نام دیا جا سکتا ہے۔

اولوالعزم پیغمبر:

اولوالعزم سے مراد وہ رسول ہیں جو دعوت دین میں حد درجہ کوشش کرنے والے اور اپنے آپ کو تھکا دینے والے اور اس راہ میں آنے والی اذیت کو بڑے حوصلے اور صبر کے ساتھ برداشت کرنے والے تھے۔ گو تمام انبیاء کرام میں یہ خصوصیات تھیں مگر جن میں یہ خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں وہ پانچ انبیاء ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

رسولوں کی صفات: قرآن مجید کے مطالعہ سے مندرجہ ذیل صفات پتہ چلتی ہیں۔

1۔ وہ صادق ہوتا ہے یہ ایک اہم وصف ہے جو نبی میں بدرجہ اتم ہوتا ہے۔

2۔ وہ مبلغ ہوتا ہے ہر حال میں جہاں کہیں بھی موجود ہے دعوت دین کو وہ کھلم کھلا مگر موقع کی مناسبت سے دیتا ہے۔

3۔ وہ امین ہوتا ہے۔ وہ اللہ کے پیغام پہنچانے میں اور لوگوں کو راہ راست دکھانے میں کبھی بھی خیانت نہیں کرتا۔

4۔ وہ بہت ذہین اور انتہائی سمجھدار ہوتا ہے۔ جھگڑنے والے کو ایسے معقول دلائل دیتا ہے جو ضمیر اور دل و دماغ کو اپیل کرنے والے ہوتے ہیں۔

5۔ خَلقی اور خُلقی اعتبار سے وہ ان تمام عیوب سے پاک ہوتا ہے جو لوگوں کو اس سے متنفر کر دیں۔

6۔ وہ معصوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان انبیاء کرام کو گناہوں اور سفلی خواہشات سے محفوظ

رکھتا ہے۔ وہ خلاف مروت کاموں، عزت و وقار کے منافی اعمال اور انسانی قدر ومنزلت کو برباد کرنے والی حرکتوں سے بچے رہتے ہیں۔ انبیاء کے معصوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ پاکباز اور مقدس اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے اور کرتے ان کا ہر کام اللہ کے حکم اور وحی کے مطابق ہوتا ہے۔ خصوصاً حضرت محمد ﷺ کے متعلق تو قرآن وضاحت سے کہتا ہے:

وماینطق عن الھوی ○ ان ھو الا وحی یوحی ○ (النجم: ٤،٣)

ترجمہ: اور وہ نبیؐ اپنی خواہش نفس سے کچھ نہیں فرماتے۔ مگر وہی جو کچھ انہیں وحی کیا گیا۔

اسلام واحد دین ہے جو انبیاء کی عصمت کا داعی ہے اور انہیں بہتر اور عمدہ القاب سے نوازتا ہے۔ مثلاً

محسنین، صالحین، فضلناہ علی العالمین، صدیقاً نبیا لسان صدق علیا، عندربہ مرضیا۔ وغیرہ

ختم نبوت:

عقیدہ رسالت کا اہم پہلو ختم نبوت ہے یعنی یہ ایمان رکھنا کہ نبی اکرمؐ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا رہتی دنیا تک آپ کی نبوت ہی بندوں اور رب تعالیٰ کے درمیان پیغام رسانی کا واحد مستند واسطہ ہے آپ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا اور کذاب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَا کَانَ محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم

النبیین (الاحزاب,40)

ترجمہ: تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمدؐ نہیں ہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں۔

بخاری کی روایت ہے

عن جابر بن عبداللہ قال قال النبی مثلی ومثل الانبیاء کرجل بنی دارا فاکملھا واحسنھا الا موضع لبنة فجعل الناس یدخلونھا ویتعجبون ویقولون لو لا موضع اللبنة وفی روایة عن ابی ھریرة زیادہ.... فانا اللبنة وانا خاتم النبیین ... (البخاری کتاب واحادیث الانبیاء)

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا میری اور دوسرے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے گویا ایک شخص نے مکان بنا کر اس کو مکمل اور مزین کر دیا صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی اب جو لوگ اس گھر میں جاتے متعجب ہوتے کہ اگر اس اینٹ کی جگہ نامکمل نہ ہوتی تو کیا اچھا ہوتا۔ ابوھریرہؓ کی روایت میں آخر میں یہ اضافہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

قابل غور بات یہ ہے کہ آپ کی بعثت سے قبل تقریباً ایک ہزار سال سے لے کر تقریباً پونے چھ سو سال تک جن مذہبی رہنماؤں نے کسی آسمانی ھدایت کا دعویٰ کیا ان کے دعوی کو قبول عام حاصل ہوا اور آج بھی ان کے پیروکار دنیا میں نظر آتے ہیں مثلاً مہاتما بدھ، مہاویرا جین، زرادشت کنفیوش مگر آپؐ کے بعد جس نے بھی نبوت اور آسمانی ھدایت کا دعویٰ کیا وہ تاریخ میں گم ہو کر رہ گیا ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کو تسلیم نہ کرنے کی بنا پر احمدی/ قادیانی غیر مسلم قرار دیئے گئے اور بظاہر تمام اسلامی اعمال کے کرتے ہوئے بھی مسلمانوں کی صف شامل نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی خاص حیثیتیں:

1۔ رسول اللہ ﷺ کو نام لے کر پکارنے کی ممانعت:

نبی کریم کو اللہ تعالیٰ نے یہ مرتبہ عطا فرمایا کہ مسلمانوں کو منع کر دیا کہ وہ اللہ کے رسولؐ کا نام لے کر انہیں پکاریں۔

لاتجعلوا دعآء الرسول بينكم كدعآء بعضكم بعضا... (النور:٦٣)

ترجمہ: (اے مسلمانو) رسولؐ کو اس طرح مت پکارو یا خطاب کرو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارا کرتے ہو۔

خود اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں آپؐ کو کہیں نام لے کر نہیں پکارتے بلکہ **يـا أيهـا الـرسـول** ، **يا أيها المدثر** وغیرہ کہا گیا۔ جبکہ دیگر انبیاء کو **يا أدم**، **يـا نوح**، **يا إبراهيم** ، **يا موسى** وغیرہ پکارا گیا۔

2۔ حضورؐ کے لئے پانچ تحفے:

1۔ وہبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: اے محمدؐ! جو کچھ میں نے تمہیں عطا کیا ہے تم سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کیا ہم نے تمہیں **الكوثر** عطا کیا

2۔ ہم نے تمہارے نام کو اپنے اسم کے ساتھ لکھنے اور بولنے کی اجازت دی جیسے اذان اور اقامت میں اور کلمہ شہادت میں۔

3۔ ہم نے تمام روئے زمین کو تمہارے اور تمہاری امت کے لئے سجدہ گاہ بنایا۔

4۔ ہم نے آپؐ کی ماضی و مستقبل کی کوتاہی معاف کر دی

5۔ ہم نے شفاعت کا حق آپؐ کے لئے محفوظ کر رکھا ہے۔

3۔رسولؐ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے مسلمان مرد و عورت کو حکم دیا کہ جب بھی آپؐ کا نام لیا جائے یا سنا جائے تو آپؐ پر درود وسلام بھیجو۔قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إن اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یآیھاالذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماO (الاحزاب:٥٦)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجتے ہیں۔اے مومنو!تم بھی درود وسلام ان پر بھیجا کرو۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جو مجھ پر ایک بار درود وسلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار برکات وسلام بھیجتا ہے۔(مسلم،ابوداؤد،ترمذی)

4- رسولؐ کی اطاعت ومحبت:

آپؐ پر ایمان لانے کے بعد سب سے اہم مطالبہ آپؐ کی اطاعت ومحبت ہے۔جس کا مطلب ہے کہ بندگی اور معاملات میں آپؐ کی محبت کو ترجیح دیتے ہوئے آپؐ ہی کی اطاعت کی جائے۔اور اس سلسلے میں تمام فقہی،قانونی،معاشی، معاشرتی،سیاسی اور دینی امور میں آپؐ سے براہ راست راہنمائی لی جائے۔اور آپؐ کی محبت کو اطاعت کے سلسلے میں دوسروں پر قربان نہ کیا جائے۔

قرآن مجید میں تقریباً چالیس مقامات پر اطاعت واتباع رسولؐ کا ذکر کیا گیا ہے۔

☆من یطع الرسول فقد أطاع اللہ. (النساء:٨٠)

☆وماأرسلنا من رسول إلا ليطاع بإذن الله. (النساء:٦٤)

☆أطيعوا الله و الرسولهٔ ولا تولوا... (الانفال : ٢٠)

☆قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني يُحِبُكُمُ الله... (آل عمران: ٣١)

اللہ کے ساتھ بندے کی محبت کو اتباع رسولؐ کے ماتحت کر دیا ہے اور رسولؐ کی اتباع کو محبت الٰہی کا سبب بنا دیا ہے۔

5۔رسول اکرمؐ کو ناراض کرنے کی ممانعت:

مسلمانوں کو رسول اکرمؐ کو ناراض کرنے سے منع کیا گیا۔

...وما كان لكم أن تؤذوا رسول الله... (الاحزاب:٥٣)

ترجمہ: اے مسلمانو! تمہیں کوئی حق نہیں کہ رسولؐ کو اذیت دو۔

بغیر اجازت ان کے گھر میں داخل ہونے سے منع فرمایا:

يأيهاالذين آمنوا لاتدخلوا بيوت النبي إلا أن يؤذن لكم إلى طعام...

(الاحزاب :٥٣)

ترجمہ: اے مومنو! رسول اللہؐ کے گھر میں داخل نہ ہو جب تک کہ تمہیں کھانے کے لئے داخل ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔

مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے آوازیں بلند کرنے سے بھی منع فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يا ايها الذين آمنوا لاَ تَرْفَعُوا اَصْوَاتَكُمْ فوق صَوْت النبي وَلَا تَجْهَرُوا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ أعْمَالُكُمْ وَ انتم لَاتَشْعُرُوْن.

(الحجرات:٢)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی ؐ کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ہی ان کے ساتھ کھل کے بات کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہو ورنہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں شعور بھی نہ ہوگا۔

رسول اکرمؐ کی یہ خاص حیثیتیں اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ آپؐ کا احترام کیا جائے، آپؐ سے محبت کی جائے، آپؐ کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کیا جائے اور جن کاموں سے آپؐ نے منع کیا ان کو نہ کیا جائے۔

7۔ توہین رسالتؐ۔عقیدہ رسالت کے منافی عمل:

محمد ﷺ اللہ کی طرف سے ہدایت کا پیغام لے کر آئے۔ آپؐ بے مثل انسان تھے۔ آپؐ کی پوری زندگی ایک کھلی کتاب ہے۔ جس کو پڑھ کر ہر شخص اپنے لئے ہدایت کی راہ حاصل کرسکتا ہے۔ مگر باجود اسکے, آپؐ کی اور آپؐ کی رسالت کی توہین کرنے والے پیدا ہوتے رہے ہیں۔

نبی اکرمؐ کی توہین کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ ایک مسلمان کا عقیدہ ہے شاتم رسولؐ کی کوئی معافی نہیں۔

وہ اقوام جن کے مذاہب میں بہت سی تبدیلیاں آچکی ہیں وہ بھی اپنے مذہب کی توہین کرنے والوں کیلئے سخت سزا کا اعلان کرتی ہیں۔ ''یہودی اور عیسائی قوانین کی رو سے ''جرم بے حرمتی'' قابل معافی نہیں اور اس کی سزا موت ہے۔ عیسائی کلیسا اور یہودی مذہب کے خلاف کوئی بھی عمل مستوجب سزائے موت جرم سمجھا جاتا ہے۔ (ارتداد اور توہین رسالت، اسلامی شریعت کی رو سے (اردو ترجمہ)

ڈاکٹر محمد اسرار مدنی ص ۱۹) اور وہ جو خدا کے نام کی بے حرمتی کرتا ہے اسے یقیناً موت دے دینی چاہئے اور پورے مجمع پر لازم ہے کہ وہ اس کو سنگسار کرے۔(۲۴:۱۶)

توہین رسالت اور بے حرمتی کے معنی

رسول اللہ ﷺ کو تحریر میں یا زبان سے گالی دینا یا ان کی بے عزتی کرنا، ان کے یا ان کے اہل بیت کے بارے میں تحقیری یا ذلت آمیز کلمات کہنا رسولؐ کے وقار و عزت پر بدزبانی کر کے حملہ کرنا، ان کے اہل بیتؓ اصحابؓ اور مسلمانوں کے لئے عداوت یا نفرت کا اظہار کرنا، رسولؐ اور ان کے اہلؓ بیت پر الزام یا تہمت لگانا اور ان کے بارے میں بری خبریں اڑانا، رسول اللہ ﷺ کو رسوا کرنا، رسول اللہ ﷺ کے دائرہ اختیار یا فیصلہ کو کسی طور نہ ماننا، سنت نبویہؐ سے انکار کرنا، اللہ اور اس کے رسولؐ کی شان میں گستاخی کرنا، حقوق اللہ اور حقوق رسولؐ سے انکار کرنا یا اللہ اور اس کے رسولؐ سے بغاوت کرنا۔ مندرجہ بالا میں کسی ایک کا بھی مرتکب ہونا شریعت اسلامی میں ''توہین رسالتؐ اور بے حرمتی'' کے زمرے میں آتا ہے۔

توہین رسالت کے مرتکب کی سزا

قرآن کریم ان لوگوں کے خلاف جو رسولؐ کو رنجیدہ کرتے یا ان کے لائے ہوئے اللہ کے پیغام حق کا مذاق اڑاتے ہیں ایک معیاری فیصلہ کرتا ہے۔

سورۃ الانفال میں فرمایا:

فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ○ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ... (الانفال ۱۳:۱۲)